فضائل ومسائل عشرہ ذی الحجہ وقربانی

فاروق الرحمن یزدانی
مدرس جامعہ سلفیہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علی سيد المرسلين اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو وقت کے لحاظ سے 12 مہینوں میں تقسیم فرمایا ہے: **ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السمٰوٰت والارض** ۔اوران میں سے چار مہینوں کو اللہ کریم نے حرمت والاقرار دیا ہے: **منها اربعة حرم** (التوبہ:۳۶) حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ذوالحج کا ہے جو کہ سال کا آخری مہینہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں وقت کیلئے چاند کو معیار مقرر کیا گیا ہے: **يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج** (البقرہ:۱۸۹) اسی لئے چاند کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے جبکہ سورج تو ہر روز ایک جیسا ہی طلوع و غروب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کیلئے یہ بات بڑی سعادت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کو بھی حرمت والا بنایا ہے اور سال کے آخری مہینے ذوالحج کو بھی حرمت والاقرار دیا ہے۔ اور پھر سال کے آخری مہینے کے پہلے عشرے میں نیکی کے عمل کو دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ اجر وثواب کا باعث قرار دیا ہے تاکہ گذشتہ سارے سال میں جو اعمال صالحہ میں کمی رہ گئی ہے یا فرائض و واجبات میں کوتاہی ہوگئی ہے ایک مومن آدمی ان دس دنوں میں اس کی تلافی کی کوشش کرے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس لطف وکرم سے فائدہ اٹھائیں اور عشرہ ذی الحجہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو معمول بنائیں۔

ذیل کی سطور میں عشرہ ذی الحجہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں تاکہ اس عشرہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں گزارا جاسکے۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

ذوالحجہ کا مہینہ محرم (حرمت والا) ہے اور حج کا مہینہ بھی ہے، اس لحاظ سے اس کی بزرگی دوقسم کی ہے: ایک حرمت کی وجہ سے اور دوسری حج کی وجہ سے۔ پھر اس مہینے کے پہلے دس دنوں کی فضیلت خصوصی طور پر ہادی کائنات، حضرت محمد ﷺ نے بیان فرمائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماالعمل في ايام افضل منها في هذه. قالوا: ولا الجهاد؟ قال: ولا الجهاد الا رجل خرج يخاطر بنفسه وماله فلم يرجع بشئي. (بخاری: ۱/۱۳۲)

ان دنوں کی نسبت دیگر دنوں میں عمل زیادہ فضیلت نہیں رکھتا، صحابہ کرام نے عرض کیا: جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: جہاد بھی نہیں، ہاں وہ آدمی جو اپنی جان ومال کو خطرے میں ڈال دے اور کسی چیز کے ساتھ نہ لوٹے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشرہ ذی الحجہ میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو باقی دنوں میں عمل کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

عشرہ ذی الحجہ میں دوسری عبادت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من ايام اعظم عند الله ولا احب الى الله العمل فيهن من التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کو ان دنوں میں عمل کرنا باقی دنوں کی نسبت سب سے پسندیدہ اور بڑا لگتا ہے۔ **سبحان الله، الحمدلله، لا اله الا الله** اور **الله اكبر** کہنے سے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی دنوں کی نسبت کثرت سے کرنا چاہئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دس دنوں میں خصوصی طور پر عبادت اور ذکر کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

خود رسول اللہ ﷺ ان دنوں میں روزوں کا اہتمام فرماتے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اربع لم يكن يدعهن النبي ﷺ صيام عاشورا والعشر وثلثة ايام من كل شهر وركعتين قبل الغداة (نسائی، ۱/۲۶۸، کتاب الصیام)

چار چیزیں رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے: دسویں محرم کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کے روزے، ہر ماہ کے تین روزے، فجر کی دوسنتیں۔

عشرہ ذی الحجہ کے روزوں سے ام المومنین کی مراد رسول اللہ ﷺ کا ان دنوں میں کثرت سے روزے رکھنا ہے ورنہ دس ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے تو آپ ﷺ نے خود منع فرمایا ہے (ابوداؤد: ۱/۳۳۵)

عشرہ ذی الحجہ میں حجامت بنوانا

ذوالحج کا چاند نظر آنے کے بعد حجامت بنوانا، ناخن تراشنا منع ہے، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

ان النبي ﷺ قال اذا رايتم هلال ذي الحجة واراد احدكم ان يضحى فليمسك عن شعره واظفاره.

(مسلم: ۲/۱۶۰، کتاب الاضاحی)

جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کسی کا قربانی

کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔

اسی طرح وہ لوگ جو اپنی تنگدستی کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے ان کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ان دس دنوں میں اپنی حجامت وغیرہ نہ بنوائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ قال امرت بیوم الاضحی عیدا جعله الله لهذه الامة. قال الرجل ارأیت ان لم اجد الا منیحة انثی افاضحی بها؟ قال: لا ولکن تاخذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتلک تمام اضحیتک عند الله (ابوداؤد:۲/۲۹، کتاب الضحایا)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قربانی کے دن کو عید کا دن بناؤں جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے عید کا دن بنایا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ کا کیا حکم ہے اگر مجھے قربانی کا جانور نہ ملے تو میں ایک دودھ دینے والا جانور قربانی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تو اپنے بال اور ناخن کٹوالے، اپنی مونچھیں کٹوالے اور زیر ناف بال صاف کرلے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری قربانی ہے۔

عرفہ کا روزہ اور اس کا ثواب

عرفہ یعنی (۹) ذوالحجہ کا روزہ رکھنا رسول اللہ کی سنت ہے اور اس روزے کی رسول اللہ ﷺ نے بہت فضیلت بیان فرمائی ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سئل عن صوم یوم عرفة فقال: یکفر السنة الماضیة والباقیة. (مسلم ۱/۳۶۸، کتاب الصیام)

رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے دن کے روزے سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے ایک سال گذشتہ اور ایک سال آنے والے کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ خود بھی عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

سنن ابی داؤد میں روایت ہے:

کان رسول الله ﷺ یصوم تسع ذی الحجة ویوم عاشوراء وثلاثة ایام من کل شهر......الخ (ابوداؤد:۱/۳۳۸، کتاب الصوم)

رسول اللہ ﷺ (۹) ذوالحجہ (۱۰) محرم اور ہر مہینے کے تین دن روزہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم یہ اجر وثواب حاصل کرنے کیلئے روزہ رکھیں۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور وہ حج کیلئے گئے ہیں تو وہ عرفات کے میدان میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول الله ﷺ نهی عن صوم یوم عرفه بعرفة. (ابوداؤد:۱/۳۳۸، کتاب الصوم)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن (۹ ذوالحجہ) کا روزہ عرفات کے میدان میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

قربانی

عشرہ ذی الحجہ میں ایک بڑا عمل قربانی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور آپ ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اقام رسول الله ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی. (ترمذی:۱/۲۷۷، ابواب الاضاحی)

قربانی کیا ہے

لفظ قربان، بُرھان اور سُلطان کی طرح اسم ہے یا عدوان اور خسران کے وزن پر مصدر ہے اور یہ لفظ ہر اس نیکی کے کام پر بولا جاتا ہے جس نیک عمل کے ذریعے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمان اپنے جانوروں کو ذبح کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اس لئے اس عمل کو قربانی کہا جاتا ہے۔

قربانی کی فضیلت

۱۰ ذوالحجہ کو جانوروں کی قربانی کرنا ایک عظیم عمل ہے، جس کا اندازہ اس بات سے کرنا کوئی مشکل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص باوجود طاقت کے قربانی نہیں کرتا وہ مسلمانوں کی عیدگاہ میں نہ آئے۔

اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر رکھا ہے۔ ہادی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما عمل ادمی من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم انه لیاتی یوم القیامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بها نفسا. (ترمذی:۱/۲۷۵، ابواب الاضاحی)

قربانی کے دن کسی آدمی کا کوئی عمل بھی قربانی کے عمل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب نہیں، بے شک قیامت کے دن قربانی کے جانور کو اس کے سینگوں، بالوں، اور کھریوں سمیت لایا جائے گا (اور ہر ایک چیز کے بدلے اجر وثواب دیا جائیگا) اور بے شک (قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے، تو تم اس کے ساتھ جانوں کو پاکیزہ کرو۔

قربانی کا جانور کیسا ہو

قربانی کا جانور صحیح سلامت اور بے عیب ہونا چاہئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان افضل الضحایا اغلاها واسمنها

بہترین قربانی اس جانور کی ہے جو قیمتی اور دوسرے جانوروں سے موٹا تازہ ہو۔

عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں۔ بعض عیوب کو رسول کریم ﷺ نے مختلف احادیث میں بیان فرمایا ہے، مثلاً:

۱۔ لنگڑا......جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

۲۔ کانا......جس کی آنکھ کا نقصان ظاہر ہو۔

۳۔ بوڑھا......جس کی ہڈیوں میں مغز باقی نہ رہے۔

۴۔ بیمار...... جس کی کوئی بھی بیماری واضح ہو۔
۵۔ جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔
۶۔ جس کا کان پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔
۷۔ جس کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہو۔
۸۔ جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔
۹۔ جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا یا ٹوٹا ہوا ہو۔ (جس جانور کے سینگ قدرتی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔)
۱۰۔ بہت کمزور جو دوسروں کے ساتھ برابر نہ چل سکتا ہو۔

اس لئے ان عیوب میں سے کسی ایک عیب والا جانور بھی قربان نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ جانور قربانی کرنے کیلئے خریدا مگر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس کی قربانی جائز ہے' لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ آدمی تنگ دست ہو اور اس کے بدلے کوئی دوسری قربانی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی اس جانور کو فروخت کر کے کوئی دوسرا صحیح سلامت جانور خرید سکتا ہو۔

قربانی کے جانور کی عمر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے' تبھی اللہ عزوجل نے اس کی تکمیل کا اعلان فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

رسول اللہ ﷺ نے جہاں قربانی کے دوسرے مسائل بیان فرمائے وہاں قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ بھی بیان فرمایا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **قال رسول اللہ ﷺ لا تذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان.** (مسلم: ۲/۱۵۵، کتاب الاضاحی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ ذبح کرو تم مگر دو دانت والا مگر یہ کہ تم پر دشوار کر دیا جائے تو ضان (بھیڑ کی نسل) سے جذعہ (کھیرا) ذبح کر لو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور مُسِنّہ (دو دانت والا) ہونا ضروری ہے خواہ وہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری میں سے کوئی بھی جانور ہو۔ البتہ اگر کسی شخص کو قربانی کا جانور نہیں مل سکا اور قربانی کے دن گزر رہے ہیں تو وہ اس مجبوری کی حالت میں صرف بھیڑ کی نسل (دنبہ، چھترا) سے ہی قربانی کیلئے ذبح کر سکتا ہے۔ اونٹ، گائے اور بکری، مذکر یا مونث مجبوری کی حالت میں بھی مسنہ کے علاوہ قربانی نہیں کر سکتا۔

یہ کہنا کہ بکری یا بکرا اگر ایک سال کے ہو جائیں اور بھیڑ یا دنبہ موٹا تازہ ہو تو (۶ ماہ) کا بھی قربانی کیلئے جائز ہے' یہ بالکل غلط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

پھر وہ لوگ مُسِنّہ کا معنی کرتے ہیں ایک سال والا' حالانکہ یہ حکم عام ہے جو قربانی کے سب جانوروں کو شامل ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر مُسِنّہ کا معنی دو دانت والا کیا جائے۔ اور اگر ایک سال کا معنی کیا جائے تو پھر اونٹ اور گائے کی عمر کے بارے میں کوئی دلیل نہیں کہ ان کی عمر ایک سال سے زائد ہو جبکہ اونٹ اور گائے ایک سال عمر والی کی قربانی وہ حضرات بھی نہ مانتے ہیں نہ ماننے کیلئے تیار ہیں۔

ایک دفعہ یہی سوال جب ہم نے اپنے علاقے کے ایک نامی گرامی حنفی دیوبندی قاری محمد یوسف صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ منڈی صفدر آباد و صدر مدرس جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ سے کیا تو جواب نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے یہ جواب دیا کہ آپ اہلحدیث ہیں آپ حدیث پر عمل کریں ہم حنفی ہیں ہم فقہ حنفی پر عمل کریں گے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

خصی جانور کی قربانی

بعض لوگ خصی جانور کی قربانی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ وہ جانور کا خصی ہونا بھی عیب شمار کرتے ہیں' حالانکہ خصی ہونا عیب نہیں بلکہ یہ تو مفید ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لیس هذا عیبا لان الخصاء یفید اللحم طیبا وینفی عنه الذهومة وسوء الرائحة. (فتح الباری: ۱۰/۱۰)

جانور کا خصی ہونا عیب نہیں بلکہ بعض وجوہ سے مفید ہے کہ گوشت پاکیزہ بہترین اور بدبو سے پاک ہو جاتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے خود خصی جانور کی قربانی کی ہے اگر جانور کا خصی ہونا عیب ہوتا تو امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کبھی بھی خصی جانور کی قربانی نہ کرتے' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

ذبح النبی یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین...... الخ (ابوداؤد: ۲/۳۰، کتاب الضحایا) رسول اللہ ﷺ نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگوں والے سفید سیاہی مائل خصی ذبح کیے۔

قربانی کا وقت

دین اسلام میں تمام اوامر و نواہی کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ بندے میں اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ دیکھا جائے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حدود وقیود مقرر فرما دی ہیں۔

جس طرح شریعت اسلامیہ میں قربانی کے متعلق دوسرے مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں اسی طرح قربانی کا وقت بھی بیان فرما دیا گیا ہے یہ عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد ہی کی جا سکتی ہے اس سے پہلے نہیں' کیونکہ اس دن کو یوم الاضحیٰ کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس کو یوم الضحیٰ بھی لکھ دیتے ہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ اَضحی کا لفظ اضحاۃ کی جمع ہے جس طرح ارطاۃ کی جمع ارطیٰ آتی ہے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: **سمعت النبی ﷺ یخطب فقال: ان اول ما نبدا من یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا ومن نحر فانما هو لحم یقدمه لاهله لیس من النسک فی شیء.** (بخاری: ۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ پہلا کام جو ہم نے آج کے دن کرنا

ہے یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر لوٹیں گے اور قربانی کریں گے تو جس شخص نے ایسا کیا اس نے تو ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے (نماز سے پہلے) قربانی کر لی اس کی کوئی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت ہی ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو پیش کر دیا۔

یہ بات سن کر حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ میں نے تو نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی ہے تو آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **شهدت النبی ﷺ یوم النحر فقال: من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد مکانها اخری ومن لم یذبح فلیذبح** (بخاری: ۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

ایک دفعہ میں قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کر لیا وہ اس کی جگہ دوسرا قربانی کا جانور ذبح کرے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اب (نماز کے بعد) ذبح کر لے۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قربانی کا وقت عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے' اس میں کسی شہری یا دیہاتی کی کوئی تقسیم نہیں ہے' یہ حکم سب مسلمانوں کو عام ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا فلا یذبح حتی ینصرف.** (بخاری: ۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلے کو اپنا قبلہ بناتا ہے (یعنی مسلمان ہے) تو وہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کرے۔

یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کس قدر واضح ہے کہ جو شخص مسلمان ہونے کا دعویدار ہے وہ عید کی نماز سے قبل قربانی نہیں کر سکتا مگر افسوس ہے بعض نام نہاد مسلمانوں پر کہ انہوں نے یہ تقسیم کر دی کہ شہری لوگ تو نماز سے پہلے قربانی نہیں کر سکتے البتہ دیہاتی لوگ نماز سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں' پھر اس کیلئے شہری لوگ اپنے جانور رات کو یا اس سے پہلے قریبی دیہات میں بھیج دیتے ہیں وہاں صبح سویرے جانور ذبح کر کے گوشت بنا کر شہروں میں لے آتے ہیں اس طرح وہ نماز سے پہلے یا نماز کے فوراً بعد گوشت سے لطف اندوز ہوتے ہیں فرمان پیغمبر ﷺ کے مطابق ان کو قربانی کا اجر و ثواب بالکل نہیں ملے گا صرف گوشت تھا جو ان لوگوں نے کھا لیا ہے اور بس۔

اس لئے میری ان سادہ لوح لوگوں سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کے بہکاوے میں آ کر ہرگز ہرگز اپنی خون پسینے کی کمائی سے خریدی ہوئی قربانیاں ضائع نہ کریں کیونکہ شریعت کے حکم کو کسی مفتی کا فتویٰ' مجتہد کا اجتہاد' فقیہ کی فقاہت، خطیب کی خطابت، امام کی امامت، عالم کا علم اور واعظ کا وعظ، ختم یا تبدیل نہیں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کے اوامر و نواہی پر ان کی روح کے مطابق عمل کی توفیق فرمائے اور قرآن و حدیث کی خفی یا جلی مخالفت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

قربانی کتنے دن تک ہو سکتی ہے؟

قربانی اگرچہ پہلے دن کرنا افضل ہے لیکن اس کی اجازت چار دن تک ہے: ایک (۱۰) ذوالحجہ کا دن اور تین دن اس کے بعد (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ تک قربانی کرنا درست ہے کیونکہ عید کے دن کے بعد تین دن ایام تشریق ہیں اور ہادی کائنات امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **التشریق کلها ذبح** (دارقطنی) ایام تشریق سارے کے سارے ذبح کے دن ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص چوتھے دن بھی قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی بالکل درست اور صحیح ہے۔ یہاں اس موضوع کی تفصیل کی گنجائش نہیں اس مسئلہ پر شیخ الحدیث حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ کی کتاب ''القول الانیق فی ایام التشریق'' بڑی مدلل اور مفصل ہے جو کہ ہر خطیب کے پاس خصوصاً ہونی چاہئے یا پھر ہمارے فاضل بھائی غازی اسلام رانا محمد شفیق خان پسروری حفظہ اللہ کی کتاب ''قربانی کے چار دن'' بڑی جامع ہے جس میں مذکورہ کتاب بھی نقل کر دی گئی ہے اور دیگر مفید مباحث بھی اس میں درج ہیں۔

تفصیل کے خواہشمند ان کا مطالعہ ضرور کریں۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

قربانی کا گوشت

رسول کریم ﷺ نے پہلے یہ حکم فرمایا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک استعمال کیا جائے ان سے زیادہ دن نہ رکھیں لیکن بعد میں جب مسلمانوں کے حالات مالی طور پر مستحکم ہو گئے تو آپ ﷺ نے اجازت فرما دی' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عن النبی ﷺ انه نهی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاث ثم قال بعد کلوا وتزودوا وادخروا. (مسلم: ۲/۱۵۸، کتاب الاضاحی) رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا' پھر آپ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ تم کھاؤ بھی اور زاد راہ بھی بنا لو اور ذخیرہ بھی کر لو۔ لیکن اس سلسلہ میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں سے غرباء اور مساکین کا حق بھی ادا کیا جائے' ایسا نہ ہو کہ آج کے فریزر کے دور میں سارے کا سارا ہی ذخیرہ کر لیا جائے' بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کا حصہ ادا کرنا چاہئے۔

قربانی کا طریقہ

بہتر تو یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے لیکن اگر کوئی دوسرا بھی ذبح کر دے تو درست ہے' رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر 63 اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کئے تھے اور 37 اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ذبح کروائے۔

جانور کو لٹانے کے بعد رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے: **بسم الله اللهم تقبل من محمد وآل محمد ومن امة محمد ﷺ.** (مسلم: ۲/۱۵۶، کتاب الاضاحی) ایک دوسری روایت میں ہے پھر آپ ﷺ **بسم الله والله اکبر** کہتے (مسلم: ایضا)

باقی صفحہ 22